حدیثِ کربلا
طالب جوہری

حدیثِ کربلا

سبیلِ سکینہؑ

حیدرآباد لطیف آباد، یونٹ نمبر ۸-۱

طالب جوہری

نام کتاب	:	حدیثِ کربلا
مصنف	:	علامہ طالب جوہری
اشاعتِ چہارم	:	۲۰۱۱ء
کمپوزنگ	:	مزمل شاہ
ناشر	:	مولانا مصطفیٰ جوہر اکیڈمی، کراچی
طباعت	:	سید غلام اکبر 0303265981
قیمت	:	۵۴۵/- روپیہ

رابطہ

فلیٹ نمبر 1، آصف پیلس، بی۔ ایس ۱۱، بلاک ۱۳

فیڈرل بی ایریا، کراچی، پاکستان

فون: ۰۲۱-۶۳۷۸۶۰۱

موبائل: ۰۳۳۳-۲۱۲۷۹۳۲

پڑتا کیا کروں) حضرت زینب نے کہا کہ ﴿واویلتاہ﴾ کہ آپ اپنے نفس پر جبر کرتے ہیں اور اس بے کسی و بے بسی میں اپنے نفس کو گھونٹتے ہیں یہ امر تو اور زیادہ میرے قلب کو زخمی کرتا ہے اور مجھ پر یہ سخت مصیبت ہے۔ پھر اپنا گریبان پھاڑ ڈالا اور وہ معظمہ غش کھا کر گر پڑیں۔ پس حضرت نے سرھانے کھڑے ہو کر جناب زینب کے چہرہ انور پر پانی چھڑکا تا اینکہ افاقہ ہوا۔ پھر حضرت نے جناب زینب کو امر بصبر فرمایا اور وہ مصیبت یاد دلائی کہ جو بسبب وفات پدرِ بزرگوار علی مرتضٰی اور جدِّ عالیمقدار رسول خدا صلوات اللہ علیہم اجمعین پہنچی تھیں(۱)۔

۞ کشکول یوسف بحرانی کے مطابق ساٹھ ہزار درہم میں کربلا کی زمین خریدی اور پھر اہل قریہ کو یہ کہہ کر ہبہ کر دی کہ زائروں کو میری قبر کا پتہ بتلانا اور انھیں تین دن اپنا مہمان رکھنا۔ ایک روایت کے مطابق یہ زمین چار مربع میل تھی(۲)۔

۞ امام حسینؑ نے کربلا پہنچنے کے بعد اپنے اصحاب سے ارشاد فرمایا ﴿الناس عبید الدنیا والدین لعق علی السنتھم یحوطونہ ما درّت معایشھم فاذا محصوا بالبلاء قل الدیّانون﴾ لوگ دنیا کے بندے ہیں اور دین کو زبانوں کا چٹخارہ جانتے ہیں اور جب تک زبان پر اس کا مزہ رہتا ہے اسے سنبھالتے ہیں اور جب امتحان میں مبتلا ہوتے ہیں تو دین داروں کی تعداد گھٹ جاتی ہے(۳)۔

۞ ابن اعثم کوفی کے مطابق امام حسینؑ نے کربلا پہنچنے کے بعد اپنے طرفداروں یعنی سلیمان بن صرد، مسیّب بن نجبہ، رفاعہ بن شداد، عبداللہ بن وال اور گروہ مومنین کو خط لکھا اور قیس بن مسہّر کے ذریعہ اُسے کوفہ روانہ کیا۔ اس خط کا متن وہی ہے جو منزل بیضہ کے خطبے کا ہے(۴)۔ روایت کے طویل ہونے کے سبب اسے نقل نہیں کیا گیا لیکن خود متنِ روایت میں داخلی شہادت روایت کے خاتمہ پر موجود ہے کہ اس خطبہ کے بعد آپ نے کربلا کا رُخ اختیار کیا۔ یعنی یہ خط ورودِ کربلا سے پہلے کا ہے۔

۱۔ دمع ذروف ترجمۂ لہوف ص ۳۰

۲۔ وقائع الایام خیابانی ص ۱۹۳۔۱۹۴

۳۔ بحارالانوار ج ۴۴ ص ۳۸۳، ج ۵۷ ص ۱۱۶

۴۔ الفتوح ج ۵ ص ۸۱